شیخ محمد اسمٰعیل عبداللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

احکام و فضائل محرم الحرام

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کا یہ اصول چلا آ رہا ہے کہ مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی جائے۔ ارشاد گرامی ہے "وربك يخلق مايشاء ويختار" ترجمہ: اور تیرا رب جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ چنانچہ تمام فرشتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے درجے کو اعلیٰ و ارفع بنایا' تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیائے کرام کا سرتاج بنایا۔ اس طرح تمام کتب سماویہ میں جس کتاب کو یہ بلند رتبہ ملا وہ قرآن مجید ہے اور تمام اذکار میں سے فضیلت لاالہ الااللہ کو ملی اور تمام مہینوں میں سب سے افضل مہینے رمضان المبارک اور اشہر الحرم قرار پائے' اور تمام ایام میں سب سے افضل یوم عرفہ' ذی الحجہ کے دس ایام' عید الفطر اور یوم عاشورہ مقرر ہوئے اور تمام راتوں میں سب سے افضل رات لیلۃ القدر ہونا قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلم ہوا یہی وہ اصول ہے جس کی وضاحت قرآن کریم کی اس آیت میں موجود ہے "ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السموات و الارض منها اربعة حرم بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینہ ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسی وقت مہینوں کی تعداد بھی مقرر فرمائی اور ان میں سے اشہر حرم کو خصوصی شرف اور حرمت بخشی۔ جو یہ ہیں ذوالقعدة ' ذوالحجہ' محرم الحرام اور رجب المرجب مشرکین مکہ جو اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کے پیروکار سمجھتے تھے ان مہینوں کا بہت احترام کرتے تھے ان میں لڑائی اور جھگڑا کرنا ناجائز سمجھتے تھے اگر کبھی وہ ان مہینوں میں لڑائی جاری رکھتے تو اس کے بدلے دوسرے مہینے کی تعظیم کرتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے اس طریقے کو مذموم قرار دے کر فرمایا انما النسی زيادة في الكفر

یضل به الذین کفروا یحلونه عاماً ویحرمونه عاما لیواطئوا عدة ماحرم الله فیحلوا ماحرم الله زین لہم سوء اعمالہم والله لا یہدی القوم الکافرین سوائے اس کے نہیں' مہینے کا تاخیر کرنا دور جاہلیت کی زیادتیوں میں سے ہے جو کفر میں زیادتی ہے' گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ وہ لوگ جو کافر ہوئے۔ وہ حلال کرتے اس کو ایک برس اور حرام کرتے ہیں' ایک برس تاکہ موافقت کریں وہ اس گنتی کو جس کو اللہ نے حرام کیا' پھر جس مہینہ کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو حلال کریں' مزین کئے گئے ان کے لئے ان کے برے اعمال اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کی حرمت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ان کی عظمت کی مزید تاکید فرمائی۔

عاشورہ محرم کا روزہ:

اسلامی سال کی ابتداء محرم الحرام کے مہینے سے ہوتی ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے تھے' اور اس کے بعد عید کی طرح خوشیاں مناتے تھے ابتداء اسلام میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا' جب رمضان المبارک کا روزہ فرض کیا گیا تو عاشورہ کا روزہ سنت اور مستحب رہ گیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم المدینة فوجدالیہود صیاما یوم عاشورا فقال لہم: ماھذا الیوم الذی تصومونه فقالوا ھذا یوم عظیم انجی الله فیه موسیٰ و قومه و غرق فرعون و قومه' فصامه موسیٰ شکراً فنحن نصومه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فنحن احق و اولیٰ بموسیٰ منکم فصامه رسول الله صلی الله علیه وسلم و امر بصیامه (متفق علیه) ترجمہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا' تو نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ کونسا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا یہ ایک عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور اس کی قوم کو نجات دی' اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تو ہم اس دن روزہ رکھتے ہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پھر تو ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے اتباع کے حقدار ہیں' پھر آپ نے اس دن کا روزہ رکھا' اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا

حکم دیا۔

عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامر بصیام یوم عاشوراء ویحثنا علیه' ویتعا هدنا عنده فلما فرض رمضان لم یامرنا و لم ینهنا و لم یتعا هدنا عنده (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے' اور اس پر شوق دلاتے' اور تاکید کرتے' جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو ہمیں حکم دیا نہ منع کیا اور نہ تاکید کیا۔

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال حین صام رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم عاشوراء و امربصیامه قالوا یا رسول الله انه یوم یعظمه الیهود والنصارٰی' قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع (رواہ مسلم)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا' تو صحابہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول! یہ عاشوراء ایسا دن ہے' جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں' تو آپ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہوں' تو میں ضرور نواں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔

ان آیات اور احادیث کا ماحاصل یہ ہے۔

1۔ اشہر حرم کی حرمت کتاب اللہ سے ثابت ہے۔

2۔ ان مہینوں کا احترام انہی مہینوں میں بجالانا چاہیے۔

3۔ یوم عاشوراء کا روزہ مستحب ہے۔

4۔ یوم عاشوراء کے روزے کے ساتھ نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھنا چاہیے۔

5۔ یوم عاشوراء کا روزہ بطور شکرانہ ہے۔

یہی وہ وجوہات ہیں۔ جن کی وجہ سے ان مہینوں کو اور یوم عاشوراء کو اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔ اس اہمیت و فضیلت کو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ سے منسلک کرنا اور عاشوراء محرم کے روز طرح طرح کے اعمال ایجاد کرنا مندرجہ ذیل امور کی بناء پر درست نہیں:

1- امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، ایک عظیم سانحہ ضرور ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن فی الحقیقت اس واقعہ کا، فضائل عاشوراء کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، کیونکہ فضائل اشہر الحرم کی ابتداء آسمان اور زمین کی خلقت کے ساتھ متصل ہے، نیز صوم یوم عاشوراء قبل الاسلام بھی رائج العمل تھا، لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یوم عاشوراء 10 محرم الحرام 61ھ بمطابق ستمبر 681 میلادی میں پیش آئی۔

2- کسی بھی عمل کو باعث ثواب اور کار خیر سمجھ کر کرنے سے پہلے، اس عمل کو فان تنازعتم في شي فردوه الى الله والرسول ان كنتم تومنون بالله واليوم الاخر (النساء: 59) کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے، اور دیکھنا چاہئے کہ جس عمل کو نیک سمجھ کر ہم کر رہے ہیں، کیا وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے یا نہیں؟ اگر خدا نخواستہ موافق نہیں تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس عمل کے بارے میں یہ ہے۔ "من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد (رواہ البخاری) ترجمہ جو کوئی ہمارے اس دین کے معاملہ میں کوئی نئی چیز نکالے تو وہ مردود ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اما وصيتي فالله لاتشركوا به شيئا و محمد صلى الله عليه وسلم فلا تضيعوا سنته اقيموا هذين العمودين واوقدوا هذين المصباحين (نہج البلاغہ صفحہ 466) ترجمہ لیکن میری وصیت تم کو یہ ہے کہ اللہ کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع مت کرو ان دو ستونوں (توحید و سنت) کو ہمیشہ قائم رکھو اور یہ دونوں چراغ ہمیشہ روشن رکھو تاکہ گمراہی کی تاریکی میں نہ پڑیں۔

اور فرمایا مااحدثت بدعة الا تركت بها سنة فاتقوا البدع والزموا المهيع ان عوازم الامور افضلها وان محدثاتها شرارها (نہج البلاغہ صفحہ 452) جب بھی کوئی بدعت رائج کر دی جائے تو ایک سنت چھوٹ جاتی ہے پس تم بدعتوں سے اجتناب کرو اور شریعت کے راستہ (یعنی سنت رسول) کی پیروی کرو کیونکہ امور قدیمہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں برقرار تھے بہترین اور افضل ترین ہیں اور بدعتیں بدترین چیز ہیں۔ نبی علیہ السلام کی حدیث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دین میں نئی چیزیں ایجاد کرنا حرام ہے۔

3۔ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس کی تکمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئی ہے۔

جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور میں نے اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کر لیا۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ دین کامل اور مکمل ہے اس میں کسی قسم کا نقص اور کمی نہیں لہٰذا نئے اعمال کو دین سمجھ کر اس میں شامل کرنے کی جسارت کسی کو بھی نہیں کرنی چاہئے۔

4۔ قرآن اور حدیث کی طرف اگر رجوع کریں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مصائب و آلام اور آزمائش و تکالیف کے موقع پر صبر سے کام لینا مسلمانوں پر واجب ہے۔

قرآن کریم میں صبر کی بہت تاکید اور تعریف ہے' اور بے صبری' مصیبت کے موقع پر جزع فزع کی سخت مذمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھاالذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلاۃ ان اللہ مع الصابرین (البقرہ آیت نمبر153) فرمایا: اے ایمان والو مدد حاصل کرو تم ساتھ صبر اور نماز کے' بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ "والصابرین فی البا ساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون (البقرہ آیت نمبر 177) اور مومن سختی' تکلیف' اور لڑائی میں صبر کرنے والے ہیں' یہی لوگ سچے اور متقی ہیں۔

والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم واقاموا الصلاۃ وانفقوامما رزقنا ھم سرا وعلانیۃ ویدرءون بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار (الرعد آیت 22) اور جن لوگوں نے اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے صبر کیا اور ہم نے جو ان کو رزق دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور وہ بھلائی سے برائی کو ہٹاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے آخرت کا گھر (جنت) ہے ان آیات قرآنی سے ثابت ہوا کہ صبر کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کس حد تک راضی ہوتا ہے اور ان کے لئے کتنی نعمتیں آخرت میں تیار ہیں۔ بے صبری' جزع اور فزع مومنین اور متقین کا شعار نہیں۔ اللہ فرماتا ہے ان الانسان خلق ھلوعاً اذا مسہ الشر جزوعا واذا مسہ الخیر منوعا الاالمصلین (المعارج 19) بے شک انسان کو بے صبر بنا کر پیدا کیا گیا جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے اور جب دولت ملتی ہے تو بخیل ہو جاتا ہے سوائے نمازیوں

کے۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منامن ضرب الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية (رواہ البخاری) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے وہ شخص نہیں جو منہ پیٹے گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے بول بولے۔

عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم برى من الصالقة والحالقة والشاقة (رواہ البخاری)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت سے بیزار ہیں جو مصیبت کے وقت چیخے یا سر کے بال منڈوائے یا کپڑا پھاڑے۔

ان آیات و احادیث سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مصائب و آلام کے وقت صبر و استقامت اور جوان مردی سے کام لینا تمام انبیاء کرام و نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ اہل بیت کرام کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اس کے برعکس مصائب و آلام کے موقعوں پر بے صبری اور جزع فزع آہ وزاری کرنا ایمان کے کچا ہونے کی علامت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سينزل الصبر على قدر المصيبة و من ضرب يده على فخذه عند مصيبة لهبط عمله (نہج البلاغۃ جلد 3 صفحہ 185) صبر مصیبت کے اندازے پر اترتا ہے اور جس شخص نے مصیبت میں اپنا ہاتھ اپنے ران پر مارا تو اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں الصبر من الايمان بمنزلة الراس من الجسد فاذا ذهب الراس ذهب الجسد كذلك اذا ذهب الصبر ذهب الايمان۔ (اصول کافی کتاب الایمان والکفر باب الصبر (جلد 4 حدیث نمبر2) ابو عبداللہ حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا صبر کی نسبت ایمان سے اس طرح ہے جیسے سر کی نسبت بدن سے ہے جب سر علیحدہ ہو جاتا ہے تو بدن بیکار ہو جاتا ہے اس طرح جب صبر چلا جائے تو ایمان بھی نہیں رہتا۔

امام زین العابدین فرماتے ہیں الصبر من الايمان بمنزلة الراس من الجسد ولا

ایمان لمن لاصبرلہ (اصول کافی جلد 4 صفحہ 4) حضرت علی بن حسین زین العابدین فرماتے ہیں صبر ایمان میں سر کے مرتبہ پر ہے جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں۔

ان آیات و احادیث اور اقوال ائمہ سے معلوم ہوا کہ مصائب کے موقعوں پر صبر کرنا ہی مومنین اور متقین کا شعار ہے لہٰذا تمام اہل ایمان کو ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

5۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کا شرف نصیب فرما کر حیات جاویدانی عطا فرمائی ہے کیونکہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے انسان جب شہید ہو جاتا ہے تو جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا تحسبن الذین قتلوافی سبیل اللہ اموات بل احیاء عندربھم یرزقون" اور تم گمان نہ کرو ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہوں کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق حاصل کر رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب خارجی ابن ملجم نے امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر وار کیا تو امیرالمومنین نے فرمایا فزت و رب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ امیرالمومنینؑ شہادت کو کامیابی و کامرانی کا راز سمجھتے تھے۔ جب شہادت میں کامیابی و کامرانی ہے تو یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ پھر بے صبری اور جزع فزع کی کیا ضرورت ہے۔

6۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت اس لئے نوش نہیں کیا کہ لوگ ان کے غم میں روئیں اور چہرے پیٹیں بلکہ آپ اس لئے شہید ہوئے تھے کہ ظلم و استبداد کے مقابلہ میں شجاعت و بہادری عزم بالجزم اور جان تک قربان کرنے کا موثر ترین درس دیا جائے' لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ دین اسلام کے احکامات کو مدنظر رکھ کر اشہر الحرم کی حرمت اور عاشوراء محرم کی عزت و احترام اسی انداز میں بجا لائیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس میں کوئی ایسا کام ہرگز نہ کریں جس سے قرآن و حدیث اور اقوال و افعال ائمہ کی مخالفت لازم آ جائے اور جس میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں رخنہ پڑے اور ان کے آپس کی بھائی چارگی ختم ہو کر ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں اسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی اور تمام بدعات اور خرافات سے محفوظ رہ کر نجات اخروی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین